سوال

(282) پلاٹ کی صورت میں ترکہ

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

گوجرانوالہ سے عمران صدیق لکھتے ہیں کہ ہمارے والد محترم کا انتقال ہوگیا پسماندگان میں سے پانچ لڑکے اور تین لڑکیاں اور بیوہ موجود ہے جائیداد کی صورت حسب ذیل ہے : والد محترم کا تعمیر کردہ پانچ مرلے کا مکان جس کی زمین والد صاحب نے خریدی اور تعمیر بڑے بیٹے نے اپنی کمائی سے کی جب کہ وہ والد محترم کے ساتھ ہی رہتا تھے بعد میں وہ الگ ہوگیا ایک ملازم لڑکے نے کوشش کرکے آٹھ مرلے کا ایک پلاٹ خریدا اس پر اٹھنے والے زیادہ تر اخراجات اسی ملازم بیٹے نے برداشت کیے البتہ دو بیٹیوں نے بھی ہمت کے مطابق اس میں کچھ حصہ ڈالا چھوٹے بیٹے نے اس میں کوئی حصہ نہیں ڈالا کیونکہ وہ ابھی چھوٹا تھا پلاٹ کی رجسٹری کے وقت ملازم بیٹے نے والد محترم سے کہا کہ اس پلاٹ میں چاروں بھائیوں کو برابر برابر شریک نہ کریں بلکہ صرف شدہ رقم کے تناسب سے کم وپیش حصہ ہونا چاہیے لیکن والد محترم نے اس پلاٹ کو فروخت کرکے اس کی رقم چاروں بیٹوں میں برابر تقسیم کر دی اب وضاحت طلب بات یہ ہے کہ مذکورہ 5 مرلے پر بنا ہوا مکان جس کی تعمیر پر صرف بڑے بیٹے کی رقم خرچ ہوئی ہے وہ تمام ورثاء میں شرعی حصوں کے مطابق تقسیم ہوگا یا بڑے بیٹے کو کچھ زیادہ حصہ ملے گا ؟ نیز پلاٹ والد محترم نے اپنی زندگی میں چاروں بیٹوں برابر برابر دے دیا تھا ان کا یہ طرز عمل صحیح تھا یا نہیں ؟ اگر صحیح نہیں تو اب اس کی تلافی کیسے ہو سکتی ہے نیز کیا پانچوں بیٹے اور تین بیٹیاں والد محترم کی زندگی میں کیے گئے اس تصرف پر شرعاً اعتراض کرنے کا حق رکھتے ہیں ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں بیان کردہ دو چیزیں فیصلہ طلب ہیں (1) والد محترم کے خرید کردہ پانچ مرلہ پلاٹ پر بڑے بیٹے کی کمائی سے تعمیر کردہ مکان۔

(2) ملازم بیٹے کی کوشش سے خریدا ہوا آٹھ مرلے کا پلاٹ جسے والد محترم نے اپنی زندگی میں فروخت کرکے اس کی رقم چاروں بیٹوں میں مساویانہ تقسیم کردی جہاں تک پانچ مرلے پلاٹ پر تعمیر کردہ مکان کا تعلق ہے وہ سب والد کی ملکیت تصور ہوگا اگرچہ اس کی تعمیر پر بڑے بیٹے نے رقم خرچ کی ہے چونکہ وہ اپنے والد کے ساتھ ہی رہتا تھا اور ایسے حالات میں بڑے لڑکے والدین کو ہی کمائی دیتے ہیں ہاں اگر والد کو کوئی چیز دیتے وقت وضاحت کردی جائے کہ میں بطور امانت آپ کے سپرد کررہا ہوں اس پر ملکیت کا حق میرا ہی ہوگا۔اس صورت میں لڑکے کا حق ملکیت بدستور قائم رہے گا جب کہ صورت مسئولہ میں مکان کے متعلق اس قسم کی کوئی صراحت موجود نہیں ہے لہذا وہ مکان والد کی ملکیت ہے جو اس کی وفات کے بعد ورثاء میں شرعی حصوں کے مطابق تقسیم ہوگا اور بڑے بیٹے کو تعمیر کی وجہ سے کوئی زیادہ حصہ نہیں دیا جائے گا۔ دوسری چیز جو آٹھ مرلہ پلاٹ کی شکل میں ہے اور باپ نے اسے فروخت کرکے اس کی رقم چاروں بیٹیوں میں برابر تقسیم کردی ہے اس میں کچھ تفصیل ہے چونکہ سوال میں اس کے متعلق وضاحت نہیں ہے لہذا امکانی حد تک اس کی صورت مندرجہ ذیل ہو سکتی ہے۔

(الف) ملازم بیٹے نے اپنے لیے ہی اپنے نام وہ پلاٹ خریدا اور اس کے دو بھائیوں نے تعاون کے طور پر اسے کچھ رقم دی،

(ب) تینوں بیٹیوں نے مشترکہ طور پر وہ پلاٹ خریدا اور خریدتے وقت بطور شراکت رقم خرچ کی گئی (ج) پلاٹ والد کے نام خریدا گیا اور خریدتے وقت رقم صرف کرنے والوں نے وضاحت کردی تھی کہ خرید کردہ پلاٹ ہماری ملکیت ہوگا اور اس میں ودسرے ورثاء شریک نہیں ہوں گے اور وضاحت کا ان کے پاس کوئی دستاویزی یا گواہوں کی شکل میں کوئی ثبوت موجود ہو۔ (د) زمین والد کے نام خریدی گئی اور خریدتے وقت رقم صرف کرنے والوں نے وضاحت نہیں کی کہ پلاٹ ہماری ملکیت ہوگا اگر کی ہے تو ان کے پاس اس کا کوئی تحریری یا زبانی ثبوت نہیں ہے پہلی تین صورتوں میں مرحوم کو اس پلاٹ میں اپنی طرف سے تصرف کرنے کا کوئی حق نہ تھا کیونکہ وہ پلاٹ کا مالک نہ تھا البتہ فرق یہ ہوگا کہ پہلی صورت میں پلاٹ کی تمام رقم ملازم بیٹے کو ملے گی اور دوسرے شریک بیٹوں کو کچھ نہیں ملے گا کیونکہ انہوں نے بطور تعاون اس کی خرید میں حصہ ڈالا تھا البتہ دوسری صورت میں فروخت کردہ پلاٹ کی رقم کو صرف کردہ رقم کے تناسب سے تینوں بیٹوں میں تقسیم کردیا جائے۔ چوتھی صورت میں وہ پلاٹ والد کی ملکیت تصور ہوگا جس میں اسے تصرف کا حق ہے لیکن زندگی میں اسے فروخت کرکے اس کی رقم اولاد میں تقسیم کرتے وقت تمام لڑکوں اور لڑکیوں کو مساویانہ طور پر اس میں شامل نہیں کیا گیا بلکہ بڑے بیٹے اور تینوں بیٹیوں کو اس سے محروم رکھا گیا جو شرعاً درست نہ تھا کیونکہ یہ ایک عطیہ کی شکل ہے جس میں نرینہ اور مادینہ کا فرق کیے بغیر تما اولاد کو برابرا، برابر حصہ دیا جاتا ہے لہذا اس تقسیم کو پنچائتی یا اپنے طور پر درست کیا جاسکتا ہے وہ اس طرح کہ اس رقم کو لڑکیوں سمیت تمام اولاد میں برابر، برابر تقسیم کردیا جائے البتہ اگر والد کی تقسیم کے وقت کسی وارث نے کوئی اعتراض نہیں اٹھایا بلکہ علم ہونے کے باوجود والد کی تقسیم کو برضا ورغبت قبول کرلیا تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اپنے حقوق سے دستبرداری کا اظہار کردیا ہے اس صورت میں اب کسی وارث کو اعتراض کرنے کا حق نہیں ہے لیکن سوال میں بعض ورثاء کی طرف سے والد محترم پر اعتراض کی صراحت موجود ہے لہذا والد کی اس تقسیم کو کسی صورت میں برقرار نہیں رکھا جاسکتا بلکہ اس کی اصطلاح ضروری ہے جیس اکہ غلط وصیت کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ: ہاں جو شخص وصیت کرنے والے کی جانب سے جانب داری یا حق تلفی کا اندیشہ محسوس کرے تو ان کی آپس میں اصلاح کردینے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ (2/البقرہ:182)

اللہ تعالیٰ مرحوم کو معاف فرمائے اور اس کے بیٹوں کو غلطی کی تلافی کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی اصحاب الحدیث

جلد:1 صفحہ:305